وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

رحمۃ للعالمین ﷺ

اور

عشق حبیب ﷺ

مؤلفین

محمد اسلم گل
منیجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمن
صدر

امان جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1.	تمہید	4
2.	تبع (شاہِ یمن) کا اشتیاقِ دیدار	6
3.	حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا عشق حبیب ﷺ	8
4.	حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا کمالِ ادب	11
5.	صدیق ؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس	12
6.	عشق حبیب ﷺ میں سب تکالیف آسان ہیں	13
7.	مسجد نبوی ﷺ میں چلا کر بولنے پر حضرت عمرؓ کا تعزیری حکم	14
8.	حضرت عمرؓ کا عشق حبیب ﷺ	14
9.	حضرت عباسؓ کے مکان کا پرنالہ	15
10.	حضرت عثمانؓ کا عشق حبیب ﷺ	16
11.	حضرت عثمانؓ کا عشق مدینہ	17
12.	حضرت علیؓ کا عشق حبیب ﷺ	18
13.	حضرت خبیبؓ کا عشق حبیب ﷺ	20
14.	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عشق حبیب ﷺ	21
15.	حضرت محمد بن مسلمہؓ کا عشق حبیب ﷺ	21
16.	حضرت زید بن حارثہؓ کا عشق حبیب ﷺ	22

17.	حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ کا عشق حبیب ﷺ	25
18.	حضرت بلالؓ کا عشق حبیب ﷺ	26
19.	حضرت معاذ بن جبلؓ کا عشق حبیب ﷺ	27
20.	آپ ﷺ کی قبر اطہر دیکھ کر ایک عورت کی موت	29
21.	حضرت ابو بصیرؓ کا عشق حبیب ﷺ	29
22.	حضرت طلحہ بن براءؓ کا عشق مصطفےٰ ﷺ	30
23.	حضرت ابوذر غفاریؓ کا ارشادِ محبوب ﷺ پر کامل یقین	32
24.	حضرت حمزہؓ کا عشق حبیب ﷺ	34
25.	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا عشق حبیب ﷺ	36
26.	حضرت ابوہریرہؓ کا عشق حبیب ﷺ	36
27.	حضور اقدس ﷺ کی محبت میں دولہا قبول ہے	37
28.	حضرت ابن عمرؓ کا عشق حبیب ﷺ	37
29.	حضرت زیدؓ بن وثنہ کا عشق حبیب ﷺ	38
30.	ہندو مہاراجہ کا شق القمر کا معجزہ دیکھنا اور عشق حبیب ﷺ میں اپنے بیٹے کو ہندوستان سے عرب بھیجنا	39

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمہید

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور قیامت تک دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل واولاد پر اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

اس کائنات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے لاکھوں قسم کی مخلوقات پیدا فرمائی ہے، ساری مخلوقات میں سے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا اور جو شرف وفضیلت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی، اس کی مثال دوسرے انسانوں میں نہیں پائی جاتی اور جو مرتبہ و فضیلت سیّد الاولین والآخرین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمائی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ﷺ کی محبت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ آپ ﷺ کے مبارک ارشاد کا مفہوم ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک اُس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ (ترمذی)

بقول شاعر!

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضور اقدس ﷺ محبوب کائنات بھی ہیں اور محبوب ربّ کائنات بھی۔ بلا شک وشبہ آپ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے، آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے، جو آپ ﷺ سے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبت کرنے والے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان مقدس ہستیوں کو اپنے شایانِ شان بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، اِن پاک ہستیوں کو نہ جان کی پرواہ تھی، نہ زندگی کی تمنا، نہ مال کا خیال، نہ تکلیف کا خوف اور نہ موت کا ڈر۔ آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی حلاوت اُسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی، ایک یہ کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ جس سے بھی اس کو محبت ہو صرف اللہ ہی کے لئے ہو اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت ہو جیسی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضور اقدس ﷺ کی محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع کی جائے، آپ ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپنے اندر پیدا کیا جائے اور سارے عالم میں ان کو زندہ کرنے کے لئے جان، مال اور وقت کو لگایا جائے تاکہ ساری انسانیت آپ ﷺ کے رحمتوں بھرے طریقوں کو اپنائے اور دُنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائے۔ محبت کرنے والا تو محبوب کی اداؤں پر مرمٹتا ہے۔ عاشق کو معشوق کی اداؤں سے زیادہ محبوب دُنیا میں کوئی

چیز نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع کرنے والے ہیں۔

الحمد للہ!

ذیل میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی محبت کے چند ایمان افروز واقعات تحریر کئے جاتے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے اور اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ سے اپنی اور اپنے پاک رسول ﷺ کی محبت ہمیں بھی عطا فرمائیں، تو ہر عبادت میں لذت ہے اور دین کی ہر تکلیف میں راحت ہے۔

❁ تُبّع (شاہِ یمن) کا اشتیاقِ دیدار ❁

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی ولادتِ باسعادت سے تقریباً ایک ہزار برس قبل کا واقعہ ہے کہ **تُبّع** شاہِ یمن اپنے لشکر کے ساتھ، جس میں چار سو علماءِ تورات بھی تھے، سفر میں تھا اور مدینہ سے گزر رہا تھا۔ جونہی اس کا لشکر مدینہ پہنچا اور کچھ دنوں کے لئے قیام کیا تو اس کے لشکر میں موجود علماءِ کرام نے اُس جگہ (مدینہ منورہ) کی سرزمین کے بارے میں معلومات اور انوارات کو محسوس کیا تو سب نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ وہ اپنی ملازمتوں سے استعفیٰ دیں گے اور ساتھ ہی بادشاہ سے درخواست کی کہ انہیں اس سرزمین پاک میں رہ جانے کی اجازت دی جائے۔

بادشاہ (شاہِ یمن) نے اس کا سبب دریافت کیا، جس پر ان حضرات نے جواب دیا!

"ہم نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں پڑھا ہے کہ نبی آخر الزمان، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کا دار الھجرت یہ شہر

(مدینہ) ہوگا''۔

اس جواب سے بادشاہ (شاہِ یمن) کے دِل پر بھی اثر ہوا اور بادشاہ نے نہ صرف انہیں وہاں قیام کی اجازت دے دی، بلکہ ان سب کے لئے مکانات تعمیر کرائے، ان کے نکاح کرائے اور گزراوقات کے لئے مال ودولت بھی دیا اور اپنی طرف سے حضورِ اقدس ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے لئے بھی ایک عالیشان گھر تعمیر کرایا اور آپ ﷺ کے نام ایک خط لکھا، جس میں اپنے اسلام اور اشتیاقِ دیدار کا ان الفاظ میں اظہار کیا:

شَهِدتُّ عَلٰى اَحْمَدَ اَنَّهٗ

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئِ النَّسَمِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت احمد ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں''

فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰى عُمْرِهٖ

لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمْ

''اگر میری عمر نے وفا کی اور آپ (ﷺ) کی آمد تک خدا نے زندگی بخشی تو میں ان کا معین ومددگار بنوں گا''

وَجَاهَدْتُّ بِالسَّيْفِ اَعْدَاءَهٗ

وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهٖ كُلَّ غَمْ

''اور ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم دور کردوں گا''

بادشاہ نے اس خط کو سربمہر کر کے ایک عالم کے سپرد کردیا اور وصیت کی کہ اگر تم نبی آخر الزمان ﷺ کو پاؤ تو میرا یہ عریضہ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دینا،

بصورتِ دیگر یہ خط اپنی اولاد کے حوالے کر کے یہی وصیت کر دینا، چنانچہ وہ خط نسل در نسل چلتے چلتے سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ تک پہنچ گیا۔ آپؓ انہیں عالم کی نسل میں سے تھے، جو کو تبع بادشاہ (شاہِ یمن) نے حضور اقدس ﷺ کے لئے خط دیا تھا اور وہ مکان جو آپ ﷺ کے لئے تعمیر کیا گیا تھا، زمانہ کے نشیب و فراز سے گزرتا ہوا اور تعمیر در تعمیر کے مراحل طے کرتا ہوا سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے زیرِ تصرف آ گیا، چنانچہ جب سیّد الاولین والآخرین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ دونوں چیزیں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دی گئیں۔ (بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ اور امن عالم)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

❁ صدیق اکبرؓ کا عشق حبیب ﷺ ❁

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتیٰ الوسع مخفی رکھتا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کی طرف سے بھی اخفا کی تلقین ہوتی تھی، اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے اذیت نہ پہنچے۔ جب مسلمانوں کی تعداد اُنتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اظہار کی درخواست کی کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ کی جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے اوّل انکار فرمایا، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر بیت اللہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا، یہ سب سے پہلا خطبہ ہے، جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور اقدس ﷺ کے چچا سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ اسی دن اسلام لائے اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ

مشرف با سلام ہوئے۔ خطبہ شروع ہوا ہی تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو بھی باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور سے عظمت و شرافت مسلم تھی، اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا، ناک کان سب لہو لہان ہو گئے تھے، پہچانے نہ جاتے تھے، حتیٰ کہ شدت تکلیف کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ بنو تیم یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی، وہ وہاں سے اُٹھا کر لائے، سب سمجھ رہے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اس وحشیانہ حملے سے زندہ نہ بچ سکیں گے۔ بنو تیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی اگر اس حادثہ میں وفات ہوگئی تو ہم لوگ اُن کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو بے ہوشی رہی، باجود آوازیں دینے کے، بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر بولے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا:

حضور اقدس ﷺ کا کیا حال ہے؟

لوگوں نے اس پر بہت ملامت کی کہ اُنہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دِن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور اقدس ﷺ ہی کا جذبہ اور اُن ہی کی لے، لوگ پاس سے اُٹھ کر چلے گئے کہ بددِلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر جان باقی ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپؓ کی والدہ اُمّ خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لئے کسی چیز کا انتظام کر دیں، وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا، مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی وہی ایک صدا تھی:

حضور اقدس ﷺ کا کیا حال ہے؟

حضور اقدس ﷺ پر کیا گذری؟ ان کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے تو خبر نہیں کہ کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اُمّ جمیلؓ (حضرت عمرؓ کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ کیا حال ہے؟ وہ بے چاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بے تابانہ درخواست کو پورا کرنے کے واسطے اُمّ جمیلؓ کے پاس گئیں اور محمد (ﷺ) کا حال دریافت کیا، وہ بھی عام دستور کے موافق اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں، میں کیا جانوں، کون محمد (ﷺ) اور کون ابوبکرؓ، تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا، اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں، اُمّ خیر نے قبول کرلیا، ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کرسکیں، بے تحاشا رونا شروع کردیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کردیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کیے کی سزا دے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے پھر پوچھا:

حضور اقدس ﷺ کا کیا حال ہے؟

اُمّ جمیلؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی والدہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں، آپؓ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو، تو اُمّ جمیلؓ نے خیریت سُنائی اور عرض کیا کہ بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپؓ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ارقمؓ کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم، اُس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا، نہ پیوں گا، جب تک حضور اقدس ﷺ کی زیارت نہ کرلوں۔ اُن کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک زیارت نہ کرلوں، کچھ نہ کھاؤں گا، اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد ورفت بند ہوجائے، مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزرگیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو لے کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں ارقمؓ کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ حضور اقدس ﷺ سے

لپٹ گئے، آپ ﷺ بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے کہ حضرت ابو بکرؓ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی، یا رسول اللہ! یہ میری والدہ ہیں، آپ ﷺ ان کے لئے ہدایت کی دُعا بھی فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمادیں۔ حضور اقدس ﷺ نے اوّل دُعا فرمائی اس کے بعد ان کو اسلام کی ترغیب دی، وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

(بحوالہ: حکایاتِ صحابہؓ)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا کمالِ ادب

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ایک مرتبہ اپنے گھر میں رو رو کر دُعا مانگ رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو اہلِ خانہ نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی، آپؓ کیوں اتنا روئے؟

آپؓ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال ہے جو میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر دینے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور لینے والے کا ہاتھ نیچے ہوتا ہے، میں نہیں چاہتا کہ میرے آقا ﷺ کا ہاتھ نیچے ہو، اس لئے اپنے ربّ سے رو رو کر دُعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! میرے محبوب ﷺ کے دِل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ میرے (ابو بکر) کے مال کو اپنا مال سمجھ کر خرچ کریں۔

چنانچہ آپؓ کی دُعا قبول ہوئی۔

حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک حدیثِ پاک میں آپ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ بے شک لوگوں میں سب سے بڑا محسن خدمت اور مال کے اعتبار سے ابو بکرؓ ہے۔ (بحوالہ: رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت اور اس کی علامات)

❁ صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس ❁

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ہمیں انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا حکم فرمایا۔ میرے پاس کافی مال تھا، میں نے سوچا کہ آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا، چنانچہ میں نے آدھا مال صدقہ کرنے کی نیت سے آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہو گیا۔

آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا!..... اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا؟

میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مثلہ (یعنی اس کے برابر..... آدھا چھوڑ آیا ہوں اور آدھا لے آیا ہوں)۔

اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنا مال لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ اُن سے بھی حضور اقدس ﷺ نے پوچھا!..... اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے عرض کیا!

"اللہ اور اُس کے رسول ﷺ (کا نام) چھوڑ آیا ہوں"۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا!

"میں آپؓ کے ساتھ کسی چیز میں مقابلہ نہ کروں گا"۔

علامہ اقبالؒ نے اسی واقعے کو اپنے اشعار میں یوں بیان فرمایا ہے:

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس کا چشم جہاں میں ہو اعتبار

بولے حضورؐ چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

عشق حبیب ﷺ میں سب تکالیف آسان ہیں

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو پھٹے کپڑوں میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا!

ابوبکرؓ! تم پر ایک وقت خوشحالی کا تھا، اب تمہیں دین کی وجہ سے کتنی مشقتیں اُٹھانی پڑ رہی ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا!

اگر ساری زندگی اسی مشقت میں گزار دوں اور شدید عذاب میں مبتلا رہوں، حتیٰ کہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بھی نہ لگے۔

یا رسول اللہ!

آپ ﷺ کی معیت کے بدلے یہ کچھ برداشت کرنا میرے لئے آسان ہے۔

(بحوالہ: رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت اور اس کی علامات)

مسجد نبوی ﷺ میں چلا کر بولنے پر
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعزیری حکم

مسجد نبوی ﷺ میں اونچا بولنا خلافِ ادب اور ممنوع ہے، چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ میں بلند آواز کرنے والوں کو تنبیہ کی اور ڈانٹا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری، دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا! جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو لے آؤ (جو مسجد نبوی ﷺ میں چلا رہے تھے)۔ جب ان دونوں کو میں آپؓ کے پاس لے آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا، تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم طائف سے آئے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر سے ہوتے تو میں تم کو ضرور اذیت پہنچاتا اور مارتا، اس واسطے کہ تم مسجد نبوی ﷺ میں بلند آواز کرتے ہو۔ (بخاری شریف)

حضرت عمرؓ کا عشق حبیب ﷺ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ نے نیا کرتا پہنا، پھر مجھ سے چھری منگوا کر فرمایا!

اے میرے بیٹے! میرے کرتے کی آستین کو پھیلاؤ اور میری انگلیوں کے کنارے پر دونوں ہاتھ رکھ کر جو انگلیوں سے زائد کپڑا ہے اسے کاٹ دو۔ چنانچہ میں نے چھری سے دونوں آستیوں کا زائد کپڑا کاٹ دیا (وہ چھری سے سیدھا نہ کٹ سکا

اس لئے) آستین کا کنارہ نا ہموار او نچا نیچا ہو گیا۔

میں نے ان سے عرض کیا، اے ابا جان!

اگر آپ اجازت دیں تو میں قینچی سے برابر کر دوں۔

انہوں نے فرمایا!

اے میرے بیٹے! ایسے ہی رہنے دو، میں نے حضور اقدس ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

چنانچہ وہ کرتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر اسی طرح رہا، یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ اس کے دھاگے پاؤں پر گر رہے ہوتے تھے۔

(حیاۃ الصحابہؓ جلد:۲،ص ۷۴۶)

حضرت عباسؓ کے مکان کا پرنالہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے راستہ میں گرتا تھا، ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمرؓ نے نئے کپڑے پہنے، اس دن حضرت عباسؓ کے گھر میں دو مرغیاں ذبح کی گئیں، جب پانی پرنالے سے باہر پھینکا جانے لگا تو اتفاقاً عین اسی وقت حضرت عمرؓ باہر سے گزر رہے تھے اور آپؓ کے کپڑوں پر (خون آلود) پانی گر گیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا!

اس پرنالے کو اکھیڑ دیا جائے۔

حضرت عمرؓ گھر واپس تشریف لائے، کپڑے تبدیل فرمائے، پھر مسجد نبوی ﷺ میں آکر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف

لائے اور انہوں نے فرمایا!

اللہ کی قسم!

یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور اقدس ﷺ نے یہ پرنالہ لگایا تھا۔

حضرت عمرؓ کو یہ معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ پرنالہ لگایا تھا، تو آپؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا!

میں آپؓ کو قسم دیتا ہوں کہ آپؓ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ وہاں ہی لگائیں جہاں حضور اقدس ﷺ نے لگایا تھا۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ، جلد۲، ص ۴۲۴)

حضرت عثمانؓ کا عشق حبیب ﷺ

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ نے حضور اقدس ﷺ کو اپنے گھر کھانے کے لئے مدعو کیا، جب رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر چلے تو حضرت عثمانؓ سارا راستہ حضور اقدس ﷺ کے قدم مبارک دیکھتے رہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے جب یہ بات حضور اقدس ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا!

اے اللہ کے محبوب ﷺ! آج میرے گھر میں اتنی مقدس ہستی آئی ہے (یعنی آپ ﷺ تشریف لائے ہیں) میری خوشی کی انتہا نہیں، میں نے نیت کی تھی کہ آپ ﷺ جتنے قدم مبارک اپنے گھر سے چل کر میرے یہاں آئیں گے، میں اتنے غلام

، اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں آزاد کروں گا۔

(بحوالہ: جامع المعجزات)

❁ حضرت عثمانؓ کا عشق مدینہ ❁

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت عثمانؓ گھر میں محصور تھے، میں ان کی خدمت میں گیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپؓ تمام لوگوں کے امام ہیں اور یہ مصیبت جو آپؓ پر آئی ہے، وہ آپؓ دیکھ رہے ہیں۔ میں آپؓ کے سامنے تین تجاویز پیش کرتا ہوں، ان میں سے آپؓ جو چاہیں اختیار فرمالیں،

(1) یا تو آپؓ گھر سے باہر آکر ان باغیوں سے جنگ کریں کیونکہ آپؓ کے ساتھ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت زیادہ قوت ہے اور پھر آپؓ حق پر ہیں اور یہ باغی لوگ باطل پر ہیں۔

(2) یا آپؓ اپنے گھر سے باہر نکلنے کے لئے پیچھے کی طرف ایک نیا دروازہ کھول لیں کیونکہ پرانے دروازے پر تو یہ باغی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس نئے دروازے سے (چپکے سے) باہر نکل کر اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں کیونکہ یہ باغی لوگ مکہ میں آپؓ کا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے۔

(3) یا پھر آپؓ ملک شام چلے جائیں، وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہؓ بھی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ایک بھی تجویز قبول نہ فرمائی اور) فرمایا، میں گھر سے باہر نکل کر ان باغیوں سے جنگ کروں، یہ نہیں ہوسکتا، میں نہیں چاہتا کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت میں سب سے پہلے (مسلمانوں کا) خون

بہانے والا میں بنوں، باقی رہی یہ تجویز کہ میں مکہ چلا جاؤں، وہاں یہ باغی میرا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گےتو میں اسے بھی اختیار نہیں کرسکتا، کیونکہ میں آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش کا ایک آدمی مکہ میں بے دینی کے پھیلنے کا ذریعہ بنے گا، اس لئے اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہوگا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں وہ آدمی بنوں اور تیسری تجویز کہ میں ملک شام چلا جاؤں، وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہؓ بھی ہیں، سو میں اپنے دارِ ہجرت اور حضور اقدس ﷺ کے پڑوس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ، جلد۲، ص ۵۰۵)

❁ حضرت علیؓ کا عشق حبیب ﷺ ❁

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ آپؓ کو حضور اقدس ﷺ سے کتنی محبت تھی؟ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے پاک کی قسم!

حضور اقدس ﷺ ہم لوگوں کے نزدیک اپنے مالوں سے اور اپنی اولادوں سے اور اپنی ماؤں سے اور سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب تھے۔

(بحوالہ: فضائل اعمال)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو جب ہجرت کا حکم ہوا تو اُس وقت کچھ لوگوں کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ صبح ہونے پر تمام لوگوں کی امانتیں اُن کے سپرد کردیں اور اس کے بعد مدینہ کا سفر اختیار کریں۔ اگلے دِن جب کفارِ مکہ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ یہاں سے ہجرت کر گئے ہیں تو اُن کا غم وغصہ اور زیادہ

بھڑک اُٹھا۔کفار نے یہ اعلان کر دیا کہ جو بھی محمد (ﷺ) کو زندہ یا مردہ پکڑے گا، اس کو سو سرخ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔کئی لوگ تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔قریش کا ایک بڑا قافلہ غارِ ثور تک جا پہنچا۔حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی بے چینی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی، چنانچہ آپؓ نے امانتیں لوگوں کے سپرد کیں اور مدینہ منورہ کی طرف روانگی کا ارادہ کیا۔سواری کا کوئی انتظام نہ تھا، نہ تو مدینہ روانگی کا ارادہ کر سکتے تھے اور نہ مکہ میں ان کا کوئی مخلص و مددگار بچا تھا۔ایک طرف مدینہ کا پانچ سو کلومیٹر کا دشوار گزار راستہ تھا، جن میں دشوار گزار پہاڑ ہیں، ریت کے ٹیلے، زہر آلود گرم ہوائیں، جنگلی جانور، گرمی، پیاس، نہ جانے کتنے ایسے خدشات جو زندگی کو ایک لمحہ میں ختم کر دیں، دوسری طرف اپنے محبوب حضور اقدس ﷺ کی پاکیزہ ہستی اور ان کے خیریت سے پہنچ جانے کی فکر تھی، ان سے جدا ہو جانے کی تڑپ تھی، کئی دنوں سے حضور اقدس ﷺ کے پرنور چہرے کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئیں تھیں۔چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ تن تنہا مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے اور ابھی حضور اقدس ﷺ کا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا ہی نہیں تھا کہ آپؓ قافلہ میں جا ملے۔لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کو دیکھا تو خوشی اور دوبالا ہوگئی ،حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے چلا بھی نہیں جاتا تھا۔حضور اقدس ﷺ نے خود ان کی طرف بڑھنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہٗ دوڑ کر آپ ﷺ سے لپٹ گئے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ان کی حالت دیکھ کر فرمایا!

علیؓ! یہ تمہارا کیا حال ہو گیا ہے؟ پاؤں سوجھے ہوئے ہیں، رنگ جھلس کر سیاہ ہو گیا ہے، کمزوری سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا، ہونٹوں پر خشکی کی پرتیں جمی ہوئی ہیں، تم سے تو بولا تک نہیں جا رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! بارہ دن سے لگا تار سفر کر رہا

ہوں، رات کو سفر کرتا تھا اور دوپہر کو ریت کے ٹیلوں کی آڑ میں چھپا رہتا تھا، چلتے چلتے جب آپ ﷺ کا خیال آتا تھا تو بھاگنا شروع کر دیتا تھا۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

علیؓ ! کاش تم چند دن مکہ میں اور ٹھہرتے اور اطمینان سے سواری کا انتظام کر کے آتے۔انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے سوچا، مگر مجھ سے صبر نہ ہو سکا، میں ایک لمحہ بھی آپ ﷺ کی جدائی برداشت نہ کر سکا۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ اور امن عالم)

حضرت خبیبؓ کا عشق مصطفےٰ ﷺ

میرے ماں باپ قربان حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پر، جب انہیں سولی پر لٹکانے لگے تو ابو سفیان نے کہا! اب بھی اپنے نبی (ﷺ) کا ساتھ چھوڑ دے تو نجات پا جائے گا، انہوں نے عربی میں اشعار پڑھے:

جن کا اُردو ترجمہ ہے:

اے ابو سفیان! کس دھوکے میں پڑ گئے
میرا سب کچھ دین پر قربان ہو سکتا ہے
لیکن میں اپنے محبوب ﷺ کا کلمہ نہیں چھوڑ سکتا
لٹکا دو مجھے سولی پر اور میرے آنسوؤں سے دھوکہ نہ کھانا
میں موت کے ڈر سے نہیں، دوزخ کے ڈر سے رو رہا ہوں
جان قربان کر دوں گا لیکن اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مارنے کے لئے نیزے اُٹھائے گئے تو انہوں نے

دُعا کی: **یا اللہ! اپنے حبیب ﷺ کو میرا ''سلام'' پہنچا دے۔**

چنانچہ اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں، مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا!

یا رسول اللہ! خبیبؓ آپ ﷺ کو سلام پیش کر رہے ہیں

اُن کو قریش نے شہید کر دیا ہے۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ کا حسن و جمال)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا عشق حبیب ﷺ

حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے، آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا! بیٹھ جاؤ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس وقت مسجد کے دروازے پر پہنچ چکے تھے، آپ ﷺ کا یہ حکم مبارک سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا!

اے عبد اللہ! اندر آجاؤ۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ: جلد۲)

حضرت محمد بن مسلمہؓ کا عشق مصطفےٰ ﷺ

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک تلوار عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا!

اے محمد بن مسلمہ! اس تلوار کو لے کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہو
اور جب تم دیکھو کہ مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑنے لگی ہیں۔
تو یہ تلوار پتھر پر مار کر توڑ دینا اور پھر اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے رکھنا،

یہاں تک کہ یا تو موت آ کر فیصلہ کر دے یا خطا کار ہاتھ تمہیں قتل کر دے۔

چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' شہید کر دیئے گئے اور لوگوں میں آپس میں لڑائی شروع ہوگئی تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ' اپنے گھر کے صحن میں رکھی ہوئی چٹان کے پاس گئے اور اس پر مار کر وہ تلوار توڑ دی۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ: جلد۲)

حضرت زید بن حارثہؓ کا عشقِ حبیب ﷺ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ نھیال جا رہے تھے، بنو قیس نے قافلہ کو لوٹا، جس میں زید رضی اللہ عنہ' بھی تھے، ان کو مکہ کے بازار میں لا کر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور اقدس ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ' کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ زید رضی اللہ عنہ' کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے، وہ زیدؓ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے۔ اکثر جو اشعار پڑھتے تھے، اُن کا مختصر ترجمہ یہ ہے:

میں زیدؓ کی یاد میں روتا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے تاکہ اس کی امید کی جائے یا موت نے اس کو نمٹا دیا۔ خدا کی قسم! مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زیدؓ! نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں۔ ساری دُنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے، جب بھی مجھے زیدؓ ہی

یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو ہوتی ہے جب بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑ کاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میرا فکر کس قدر طویل ہو گیا، میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دُنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دُنیا کا چکر لگانے سے نہیں اکتاؤں گا، اونٹ چلنے سے اُکتا جائیں میں کبھی بھی نہیں اُکتاؤں گا، اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا، ہاں! موت ہی آ گئی تو خیر کہ موت ہی ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے۔ آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگا دے، مگر میں اپنے فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زیدؓ کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انہوں نے زیدؓ کو پہچانا، باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، ان کی یاد اور فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زیدؓ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے، جن کا مطلب یہ تھا:

میں یہاں مکہ میں ہوں، خیریت سے ہوں، آپ غم نہ کرو اور صدمہ نہ کرو، میں بڑے کریم لوگوں کی مہربانی میں ہوں۔

ان لوگوں نے جا کر زیدؓ کی خیر وخبر ان کے باپ کو سنائی اور اشعار سنائے جو زیدؓ نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔

زیدؓ کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی نیت سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ تحقیق کی، پتہ چلا۔ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا!

اے ہاشم کی اولاد! اور اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا دیتے ہو، ہم اپنے بیٹے کی طلب میں آپ (ﷺ) کے پاس پہنچے ہیں، ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کرلو اور اس (زیدؓ) کو رہا کردو، بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! کیا بات ہے؟ عرض کیا، زیدؓ کی طلب میں ہم لوگ آئے ہیں۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! بس اتنی سی بات ہے۔ عرض کیا کہ حضور اقدس ﷺ بس یہی غرض ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اس (زیدؓ) کو بلالو اور اس سے پوچھ لو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا، یہ بات خوشی سے منظور ہے۔

حضرت زیدؓ بلائے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا!

تم ان کو پہچانتے ہو؟

عرض کیا! جی ہاں! پہچانتا ہوں، یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، ان کے ساتھ جانا ہو تو اجازت ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں آپ ﷺ کے مقابلہ میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں، آپ ﷺ میرے لئے باپ کی جگہ ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ، چچا نے کہا کہ زیدؓ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ چچا

اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔

زیدؓ نے کہا کہ ہاں ! میں ان میں (حضور اقدس ﷺ کی طرف اشارہ کر کے) ایسی بات دیکھی ہے کہ آپ ﷺ کے مقابلہ میں کسی کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔

زید رضی اللہ عنہٗ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہٗ اس وقت بچے تھے، بچپن کی حالت میں سارے گھر کو، عزیز واقرباء کو غلامی پر قربان کردینا، جس محبت کا پتہ دیتا ہے، وہ ظاہر ہے۔

(بحوالہ: فضائل اعمال، ص ۱۸۰)

حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ کا عشق حبیب ﷺ

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہٗ کبھی کبھی مسجد نبوی ﷺ میں اذان دیتے تھے، جب انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے وصال کی خبر سنی تو اس قدر غم زدہ ہوئے کہ اپنے نابینا ہونے کی دُعا مانگی جو قبول ہوگئی۔

لوگوں نے پوچھا، ایسا کیوں کیا؟

فرمایا!

میری آنکھوں کی بینائی اس لئے تھی کہ میں نے اپنے آقا، حضور اقدس ﷺ کا دیدار کروں، جب محبوب نے پردہ کرلیا تو بینائی کی کیا ضرورت ہے؟

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ اور امن عالم)

حضرت بلالؓ کا عشق حبیب ﷺ

محمد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ کا وصال ہوگیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہلے طریقہ پر اذان دیتے رہے، لیکن جب **اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ** کہتے تو خود بھی رو پڑتے اور جو لوگ مسجد میں ہوتے، وہ بھی رو پڑتے۔ جب آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اب کبھی بھی اذان نہ دوں گا، پھر شام تشریف لے گئے۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ اور امن عالم)

حکایاتِ صحابہؓ میں لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضور اقدس ﷺ کی جگہ کو خالی دیکھنا مشکل ہوگیا، اس لئے ارادہ کیا کہ اپنی بقیہ زندگی اللہ تبارک وتعالٰی کے دین عالی کی سربلندی کے لئے جہاد میں گزار دوں، اس لئے جہاد کی نیت سے چل دیئے، ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا!

اے بلالؓ! یہ کیا ظلم ہے، ہم سے ملنے نہیں آتے؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور سامان سفر باندھ کر سفر شروع کیا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور دیر تک روتے رہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ نے اذان کی فرمائش کی، لاڈلوں کی فرمائش ایسی نہیں تھی کہ انکار کی گنجائش ہوتی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا شروع کی اور مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ کے زمانہ کی اذان کانوں میں پڑ کر کہرام مچ گیا، عورتیں

تک روتی ہوئی گھر سے نکل پڑیں۔

(بحوالہ: فضائل اعمال)

❁ حضرت معاذؓ بن جبل کا عشق حبیب ﷺ ❁

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ طویل القامت، روشن چہرے، بڑی سرگیں آنکھوں والے خوبصورت نوجوان تھے۔ ایک دن بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے ارشادات سن رہے تھے، حضور اقدس ﷺ نے ان کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں پکڑ کر فرمایا!

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔

حضرت معاذؓ نے بہت خوش ہو کر عرض کیا!

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان،

مجھے بھی آپ ﷺ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے آپؓ سے فرمایا! نماز کے بعد یہ دعا ضرور پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ! اپنا ذکر و شکر اور اپنی عبادت اچھی طرح کرنے کے لئے میری مدد فرما۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ کے ارشاد پر ہمیشہ عمل کروں گا اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی وصیت کروں گا۔

(بحوالہ: محبانِ رسول ﷺ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب وہ یمن کی طرف روانہ ہوئے تو حضور اقدس ﷺ خود بھی (شہر سے) باہر نکلے، حضرت معاذؓ سواری پر

تھے اور حضور اقدس ﷺ سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے انہیں کچھ ہدایات فرمائی:

''ملک والوں سے نرمی کا سلوک کرنا، سختی نہ کرنا، لوگوں کو خوش رکھنا، متنفر نہ کر دینا، باہم مل کر کام کرنا۔ تم وہاں ایسے لوگ بھی پاؤ گے جو پہلے سے کسی مذہب کے پیروکار ہوں، جب ان کے پاس پہنچو تو پہلے ان کو توحید اور رسالت کی دعوت دینا، جب وہ اس کو قبول کرلیں تو کہنا اللہ تعالیٰ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جب وہ ان کو تسلیم کرلیں تو انہیں بتانا کہ تم پر زکوٰۃ بھی واجب ہے، یہ تمہارے امیروں سے لے کر تمہارے غریبوں کو دی جائے گی، جب وہ زکوٰۃ دینا بھی منظور کرلیں تو چن چن کر اچھی چیزیں نہ لینا۔ مظلوموں کی بددُعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ شاید اس کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو اور جب مدینہ آؤ تو میری قبر دیکھو''۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ جلد: ۲)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی جدائی کے غم میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، پھر حضور اقدس ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف منہ کرکے فرمایا (قیامت کے دن) لوگوں میں سے، میرے سب سے زیادہ قریب متقی لوگ ہوں گے، جو بھی ہو اور جہاں بھی ہو۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ جلد: ۲)

❁ آپ ﷺ کی قبر اطہر دیکھ کر ایک عورت کی موت ❁

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئیں اور آ کر عرض کیا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرا دیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریفہ کھولا، انہوں نے زیارت کی اور زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئیں۔

(رضی اللہ عنہا وارضاہا)

کیا اس عشق کی نظیر بھی کہیں ملے گی کہ قبر کی زیارت کی تاب نہ لا سکیں اور وہیں جان دے دی؟

(بحوالہ: حکایاتِ صحابہؓ از فضائل اعمال)

❁ حضرت ابو بصیرؓ کا عشق حبیب ﷺ ❁

صلح حدیبیہ طے پانے کے بعد حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہٗ مسلمان ہو کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے، کفار نے اُن کو واپس بلانے کے لئے دو آدمی آپ ﷺ کے پاس بھیجے۔ حضور اقدس ﷺ نے حسب وعدہ حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہٗ کو واپس کر دیا اور آپ ﷺ نے ابو بصیرؓ کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا!

انشاء اللہ! عنقریب تمہارے واسطے راستہ کھلے گا۔

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہٗ نے کفار سے فرار ہو کر سمندر کے کنارے ایک جگہ ڈیرہ جما لیا، اس طرح جو شخص مسلمان ہوتا ان کے ساتھ جا ملتا۔ چند روز میں یہ ایک مختصر سی جماعت بن گئی۔ جنگل میں جہاں نہ کھانے کا کوئی انتظام، نہ وہاں باغات

اور آبادیاں، اس لئے ان لوگوں پر جو گزری ہوگی وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، مگر جن ظالموں کے ظلم سے پریشان ہو کر یہ لوگ بھاگے تھے، ان کا ناطقہ بند کر دیا، جو قافلہ ادھر کو جاتا، اس سے مقابلہ کرتے اور لڑتے، حتیٰ کہ کفار مکہ نے پریشان ہو کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عاجزی اور منت کر کے، اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر آدمی بھیجا کہ اس بے سری جماعت کو آپ ﷺ اپنے پاس بلا لیں کہ یہ معاہدہ میں تو داخل ہو جائیں اور ہمارے لئے آنے جانے کا راستہ کھلے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا اجازت نامہ جب ان حضرات کے پاس پہنچا تو حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا تھے، آپ ﷺ کا نامہ مبارک ہاتھ میں تھا کہ اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔ [رضی اللہ عنہ وارضاہ]

(بحوالہ: فضائل اعمال)

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کا عشق حبیب ﷺ

حضرت حسین بن دحوح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ملنے گئے تو وہ آپ ﷺ سے چمٹنے لگے اور آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کا بوسہ لینے لگے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں، میں آپ ﷺ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت طلحہؓ نوعمر لڑکے تھے، اس لئے ان کی اس بات پر حضور اقدس ﷺ کو بڑا تعجب ہوا۔ اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا!

جاؤ اور جا کر اپنے باپ کو قتل کر دو۔

حضرت طلحہؓ اپنے باپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے چل پڑے تو رحمۃ للعالمین،

حضور اقدس ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا!

ادھر آ جاؤ! مجھے رشتے توڑنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہے۔

جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہٗ بیمار ہو گئے، حضور اقدس ﷺ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ سردی کا زمانہ تھا، خوب سردی پڑ رہی تھی اور بادل بھی تھے۔ جب آپ ﷺ واپس آنے لگے تو آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہٗ کے گھر والوں سے فرمایا!

مجھے تو طلحہؓ پر موت کے آثار نظر آ رہے ہیں، جب ان کا انتقال ہو تو مجھے خبر دینا تاکہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھ سکوں اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا۔

حضور اقدس ﷺ ابھی قبیلہ بنو سالم بن عوف تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہٗ کا انتقال ہو گیا اور رات کا وقت ہو گیا تھا۔ حضرت طلحہؓ نے انتقال سے پہلے جو باتیں کیں، ان میں یہ وصیت بھی تھی کہ مجھے جلدی دفن کر کے مجھے میرے ربّ کے پاس پہنچا دینا اور حضور اقدس ﷺ کو نہ بلانا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور اقدس ﷺ میری وجہ سے رات کو ہی تشریف لائیں اور راستہ میں یہودی آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچا دیں۔ چنانچہ (رات کو حضور اقدس ﷺ کو اطلاع نہیں دی گئی اور نماز جنازہ پڑھ کر ان کے گھر والوں نے ان کو دفنا دیا) صبح کو جب حضور اقدس ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ حضرت طلحہؓ کی قبر پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ ان کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ صف بنا کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا مانگی:

اے اللہ! تیری ملاقات طلحہؓ سے اس حال میں ہو کہ تو اُسے دیکھ کر ہنس رہا ہو اور وہ تجھے دیکھ کر ہنس رہا ہو۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت ابوذر غفاریؓ کو ارشادِ محبوب ﷺ پر کامل یقین

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ ہنگامہ ہائے دُنیا سے الگ تھلگ اپنی زندگی کے دن صبر وقناعت سے گزار رہے تھے، ۳۱ یا ۳۲ ہجری کے ایام حج میں حضرت ابوذر غفاریؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ ربذہ کے تمام لوگ حج کے لئے روانہ ہوگئے تھے اور ابوذر غفاریؓ کے پاس صرف ان کی رفیقہ حیات اور ایک بیٹی موجود تھیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو ان کی اہلیہ رونے لگیں۔ حضرت ابوذرؓ نے اپنی اہلیہ سے پوچھا، روتی کیوں ہو؟ اہلیہ نے جواب دیا، آپؓ ایک ویرانہ میں دم توڑ رہے ہیں، نہ میرے پاس اتنا کپڑا ہے کہ آپؓ کو کفن دے سکوں، نہ میرے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ آپؓ کی ابدی خوابگاہ تیار کر سکوں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا!

سُنو!

ایک دِن ہم چند لوگ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک شخص صحرا میں جاں بحق ہوگا اور اس کے جنازے میں مسلمانوں کی ایک جماعت باہر سے آکر شرکت کرے گی، اُس وقت جو لوگ موجود تھے، وہ سب وفات پاچکے ہیں، اب صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں اور کوئی وجہ نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی پیشگوئی کا مصداق نہ بنوں، تم باہر جاکر دیکھو، حضور اقدس ﷺ

کے پاک ارشاد کے مطابق مسلمانوں کی کوئی جماعت ضرور آتی ہوگی۔

الحمد للہ!

قریب ہی ایک ٹیلہ تھا، حضرت ابوذرؓ کی اہلیہ اس پر چڑھ کر انتظار کرنے لگیں، تھوڑی دیر بعد دُور سے گرد اُڑتی نظر آئی، پھر اس میں چند سوار نمودار ہوئے، جب قریب آئے تو حضرت ابوذرؓ کی اہلیہ نے انہیں پاس بھلا کر کہا!

بھائیو! قریب ہی ایک مسلمان سفر آخرت کی تیاری کر رہا ہے، اس کے کفن دفن میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔

قافلے والوں نے پوچھا، وہ کون شخص ہے؟

جواب دیا! ''ابوذر غفاری''

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنتے ہی قافلے والے بے تاب ہو گئے اور ''ہمارے ماں باپ اُن پر قربان ہوں'' پکارتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔

ادھر حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ ایک بکری ذبح کر اور گوشت کی ہنڈیا چولہے پر چڑھا دے، کچھ مہمان آنے والے ہیں، جو میری تجہیز و تکفین کریں گے، جب وہ مجھے سپرد خاک کر چکیں تو ان سے کہنا کہ ابوذرؓ نے آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی ہے کہ جب تک یہ گوشت نہ کھالیں، یہاں سے رخصت نہ ہوں۔

جب قافلے والے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو جاں کنی شروع تھی، حضرت ابوذر غفاریؓ نے اکھڑی ہوئی آواز میں فرمایا!

تم لوگوں کو مبارک ہو، تمہارے یہاں پہنچنے کی خبر سالہا سال پہلے حضور اقدس ﷺ نے دے دی تھی، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں

کہ مجھے کوئی ایسا شخص نہ کفنائے جو حکومت کا عہدہ دار ہو یا رہ چکا ہو۔

اتفاق سے اس قافلے میں ایک انصاری نوجوان کے سوا سب لوگ کسی نہ کسی صورت میں حکومت سے متعلق رہ چکے تھے، اس نے آگے بڑھ کر کہا!

اے حضور اقدس ﷺ کے محبوب رفیق! میں آج تک حکومت کی ملازمت سے بے تعلق ہوں، میرے پاس دو کپڑے ہیں جو میری والدہ کے ہاتھ کے کرتے بنے ہوئے ہیں، اجازت ہو تو ان میں آپؓ کو کفنا ڈوں۔ حضرت ابو ذرؓ نے اس بات میں سر ہلایا اور اللہ تبارک وتعالٰی کا پاک نام لیا اور روح پرواز کر گئی۔

اس قافلہ کے اکثر لوگ یمن کے رہنے والے تھے، اتفاق سے ان کے ساتھ فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی تھے، انہوں نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر سب نے مل کر اس آفتابِ رشد وہدایت کو سپردِ خاک کیا۔

(بحوالہ: محبانِ رسول ﷺ)

حضرت حمزہؓ کا عشق حبیب ﷺ

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہٗ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے چچا، ہم عمر اور رضائی بھائی بھی تھے۔ انہیں آپ ﷺ سے بہت محبت تھی۔ ایک دِن رحمۃ للعالمین پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کوہ صفا پر لوگوں کو دعوت اسلام دے رہے تھے کہ ابوجہل اس طرف آنکلا اور آپ ﷺ سے انتہائی گستاخی کے ساتھ پیش آیا، اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر اس زور سے پتھر مارا کہ خون بہنے لگا۔ بعد ازاں وہ خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں جا بیٹھا۔ عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی کوہِ صفا پر واقع اپنے مکان سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہ شکار سے واپس تشریف لائے تو اس نے ان سے ابوجہل کی اس

گستاخانہ حرکت کے بارے میں بتایا۔حضرت حمزہ اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے ،کنیز کی باتیں سنتے ہی غصہ میں ،اسی حالت میں جبکہ کمان اِن کے ہاتھ میں تھی ،ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے اور اپنی کمان ابوجہل کے سر پر اس زور سے ماری کہ اِس کا سر پھٹ گیا اور واپس گھر تشریف لے آئے ۔گھر پہنچ کر رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ کو تسلی دی اور کہا کہ بھتیجے تُو خوش ہو جا، میں نے ابو جہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے ۔رحمۃ للعالمین ، حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا (حضرت حمزہ) کو اس موقع پر دعوت دی اور فرمایا!

اے میرے چچا! اس بات سے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی

البتہ آپ مسلمان ہو جائیں تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔

اِس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ مسلمان ہو گئے ۔

(بحوالہ:مثالی تہذیب وتمدن)

سیّد الشہداء حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہٗ کو حضور اقدس ﷺ سے بے انتہا محبت تھی ۔آپؓ نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں بھی شرکت کی اور غزوہ اُحد میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش فرمایا اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ۔بے درد کافروں نے آپؓ کے کان ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دِل نکالا اور طرح طرح کے ظلم کئے ۔لڑائی کے ختم پر حضور اقدس ﷺ اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین شہیدوں کی نعشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ کو اس حالت میں دیکھا ،نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانک دیا۔جب آپؓ کو کفنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے ،جن کا نام حضرت سہیل رضی اللہ عنہٗ تھا ،اُن کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا ،جیسا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ کا تھا ۔

کفنانے کے وقت کفن کی دو چادریں تھیں، جن میں سے ایک چادر سے (جو بڑی تھی) حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کو کفن دیا گیا اور دوسری چادر (جو چھوٹی تھی) حضرت حمزہؓ کو کفن دیا گیا اور اُحد میں ہی دفن کیا گیا۔

(بحوالہ: فضائل اعمال)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا عشق حبیب ﷺ

حضرت نوفلؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے، ایک روز وہ ہمارے پاس تشریف فرما تھے، ایک بڑا پیالہ جس میں روٹی اور گوشت تھا، لایا گیا جسے دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا!

میں کیوں نہ روؤں، حالانکہ حضور اقدس ﷺ دُنیا سے پردہ فرما گئے، آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے گھر والوں نے کبھی جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔

(بحوالہ: عشقِ نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

حضرت ابوہریرہؓ کا عشق حبیب ﷺ

صحیح بخاری میں ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضور اقدس ﷺ کو مدینہ منورہ کے کسی راستہ میں دیکھا، چونکہ میں اجنبی تھا، اس لئے چھپ گیا، پھر غسل کر کے حاضر خدمتِ اقدس ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

اے ابوہریرہؓ! تم کہاں تھے؟ عرض کیا کہ مجھے نہانے کی ضرورت تھی، اس لئے میں نے آپ ﷺ کے ساتھ بغیر طہارت کے بیٹھنے کو مکروہ سمجھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا

سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجِس ط

ترجمہ

''اللہ تعالیٰ پاک ہے مؤمن نجس نہیں ہوتا''

(بحوالہ: عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات)

❁ حضورِ اقدس ﷺ کی محبت میں دولہا قبول ہے ❁

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ ایک نہایت غریب نوجوان تھے، انہیں کوئی اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کو تیار نہ تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے انصار کے ایک قبیلے کی نشاندہی کی اور انہیں فرمایا کہ ان کے پاس جا کر رشتہ مانگو۔ چنانچہ وہ تشریف لے گئے اور بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے بھیجا ہے، تاکہ میرا نکاح آپ کی بیٹی سے کر دیا جائے۔ باپ نے کہا! بہت اچھا، ہم لڑکی سے بھی معلوم کر لیں۔ چنانچہ جب لڑکی سے پوچھا گیا تو لڑکی کہنے لگی!

ابو جان! یہ مت دیکھیں کہ کون آیا ہے؟
بلکہ یہ دیکھیں کہ کس مقدس ہستی نے بھیجا ہے؟

چنانچہ فوراً نکاح کر دیا گیا۔

(بحوالہ: رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت اور اس کی علامات)

❁ حضرت ابن عمرؓ کا عشق حبیب ﷺ ❁

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس پہنچے تو اس کے نیچے دوپہر کو آرام فرماتے اور اس کی وجہ یہ بتایا کرتے کہ حضور اقدس ﷺ نے اس

درخت کے نیچے دوپہر کو آرام فرمایا تھا۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے، ایک دن آپ ﷺ نے وہ اُتار دی اور فرمایا!

آئندہ میں یہ انگوٹھی کبھی نہیں پہنوں گا۔

یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت زید بن وثنہ رضی اللہ عنہ کا عشق حبیب ﷺ

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ ﷺ سے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبت کرنے والے تھے۔ حضرت زید بن وثنہ رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا جانے لگا تو ابوسفیان نے پوچھا!

کیا تجھے گوارا ہے کہ ہم تجھے چھوڑ دیں اور تیری بجائے خدانخواستہ تیرے نبی (ﷺ) کو قتل کر دیا جائے؟

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا!

"خدا کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے دولت کدہ پر تشریف فرما ہوں اور وہاں اُن کے کانٹا بھی چبھ جائے اور میں اپنے گھر آرام سے رہوں"۔

ابوسفیان کہنے لگا کہ میں نے کبھی کسی کو کسی کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا، جتنی محبت محمد (ﷺ) کی جماعت کو اُن سے ہے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ ہندو مہاراجہ کا شق القمر کا معجزہ دیکھنا ❁

اور عشق حبیب ﷺ میں اپنے بیٹے کو ہندوستان سے عرب بھیجنا

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور اُس پاک ربّ نے اپنے پیارے حبیب، حضور اقدس ﷺ کو بے شمار معجزے عطا فرمائے۔ انہیں معجزوں میں آپ ﷺ کا ایک معجزہ **شق القمر** کا بھی ہے، جس میں آپ ﷺ کی مبارک انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

شق القمر کا معجزہ ۸ رنبوت میں ہوا، آپ ﷺ حج کے دنوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ منیٰ میں تھے، آسمان پر بدر کامل (چودھویں کا چاند) تھا، اس موقع پر کفار نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ (ﷺ) سچے نبی ہیں تو اس چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔

میرے ماں باپ قربان میرے آقا حضور اقدس ﷺ پر، آپ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی!

اے میرے ربّ! اِن کے مطالبے کو پورا کر دے۔

پھر آپ ﷺ نے اپنی مبارک انگلی سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، ایک حصہ حرا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا حصہ اس کے دامن میں تھا، کوہ حرا چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں تھا۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ کی قسم، میں نے چاند کو دو ٹکڑوں میں پھٹا ہوا دیکھا، کوہ حرا ان دونوں کے درمیان میں تھا''۔

(قرآن مجید میں سورۃ القمر کی ابتدائی آیات میں اس جانب اشارہ ہے)

حضور اقدس ﷺ کے مبارک زمانہ میں جب شق القمر کا معجزہ پیش آیا تو اُس دور میں جنوبی ہندوستان کے علاقہ (مالابار) کیرالہ اسٹیٹ پر ایک ہندو راجہ حکمران تھا۔ مہاراجہ رات کے وقت اپنے محل کی چھت پر اپنے خاندان کے ساتھ مصروف تھا (چودہویں کے چاند کی روشنی میں محل کی چھت پر کوئی خاندانی تقریب ہو رہی تھی)۔ ہندو مہاراجہ اور اُس کے خاندان والوں نے جب چاند کو دو ٹکڑوں میں ہوتے ہوئے دیکھا، اپنے خاندان کے افراد سے اس کی تصدیق چاہی، جو محل کی چھت پر اس وقت موجود تھے، سب نے چاند کو دو ٹکڑوں میں دیکھا اور اس کی تصدیق کی اور بہت حیران ہوئے۔ مہاراجہ اور اُس کے خاندان نے زندگی میں پہلی مرتبہ ایسا ہوتا ہوا دیکھا تھا، اور بہت حیران و پریشان تھے۔ چنانچہ اگلے دن مہاراجہ نے اپنے محل میں دربار طلب کیا، جس میں اہل علم، دانشور، پنڈت، نجومی اور جوتشی شریک ہوئے۔ مہاراجہ نے ان سب سے اس واقعہ کی تحقیق و تصدیق کے لئے کہا، سب نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔

اس دربار میں ہندو اہل علم حضرات نے مہاراجہ کو بتایا کہ ہمارے علم کے مطابق سرزمین عرب میں آخرالزماں نبی (ﷺ) پیدا ہوگا، اللہ تعالیٰ اُسے یہ معجزہ عطا فرمائے گا کہ اُس کی پاکیزہ انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوگا، اس کے علاوہ دُنیا میں اور کوئی طاقت نہیں ہے جو چاند کے دو ٹکڑے کر سکے۔ ان ہندو اہل علم دانشوروں نے مہاراجہ سے کہا کہ ہمارے خیال کے مطابق سرزمین عرب میں وہ آخرالزماں نبی (ﷺ) دُنیا میں تشریف لے آئیں ہیں اور اُسی نبی (ﷺ) کی مبارک انگلی کے اشارے سے یہ ''شق القمر'' کا معجزہ رونما ہوا ہے۔

مہاراجہ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوا اور جب اُسے پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ

کی اس دُنیا میں تشریف آوری کا معلوم ہوا تو ایسی ہستی جو خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ ہیں، آپ ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کا شوق وجذبہ مہاراجہ کے دل میں پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی اس دُنیا میں تشریف آوری کی تحقیق کے لئے مہاراجہ نے اپنے جواں سالہ بیٹے کو عرب بھیجنے کا ارادہ کیا۔

مہاراجہ نے اپنے نوجوان بیٹے (شہزادے) کو ہندوستان سے عرب کے لئے روانہ کر دیا، شہزادے کی حفاظت کے لئے ایک سو مسلح افراد کی گارڈ ہمراہ تھی۔ مہاراجہ نے شہزادے کے ذریعے آپ ﷺ کے لئے کچھ قیمتی تحائف بھی بھیجے اور اپنے بیٹے کو کہا!

"میری طرف سے نبی آخرالزماں (ﷺ) کی خدمتِ اقدس میں سلام
عرض کرنا یہ تحفے (ہدیے) بھی خدمت پاک میں پیش کرنا"

نوجوان شہزادہ کئی دنوں کا سفر طے کر کے اپنی گارڈ کے ساتھ عرب کے شہر مکہ مکرمہ پہنچا۔ حضور اقدس ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلومات حاصل کیں، شق القمر کے بارے میں معلوم ہوا اور انہوں نے اہل عرب نے شق القمر کی تصدیق کی۔ اب اس شہزادے کے دِل میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق بہت بڑھ چکا تھا۔ بالآخر ہندوستان کا یہ شہزادہ پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہوا تو آپ ﷺ بھی اس سے بہت خوش ہوئے اور آنے کا مقصد پوچھا۔ شہزادے نے اپنی آمد کی پوری تفصیل سنائی۔

شہزادے نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنے والد کا سلام پیش کیا، مہاراجہ کے بھیجے ہوئے تحائف آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے (ان قیمتی تحائف میں پان کے پتے بھی تھے، جو مہاراجہ نے ہندوستان سے آپ ﷺ کے لئے بھجوائے تھے، ان دنوں پان ہندوستان کی بہت قیمتی چیزوں میں شمار ہوتا تھا، روایت میں ہے کہ آپ ﷺ

نے پان کا پتا چبایا اور فرمایا کہ یہ "سبزی" برص اور جذام کے علاج کے لئے مفید ہے)۔

آپ ﷺ نے نوجوان شہزادے کا شکریہ ادا کیا اور مہاراجہ کے لئے دُعا بھی فرمائی۔

روایت میں ہے کہ اسی دن مہاراجہ دل ہی دل میں حضور اقدس ﷺ پر ایمان لے آیا تھا اور بت پرستی ترک کر دی تھی۔

ہندوستان کے اس نوجوان شہزادے نے، جب رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی، وہ آپ ﷺ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور "صحابی رسول ﷺ" کے درجے کو پہنچ گئے۔ بعد ازاں اُن کی شادی عرب میں ہی ہوئی۔

میرے ماں باپ قربان میرے آقا، حضور اقدس ﷺ پر، شہزادے کے ساتھ آئے ہوئے تمام سپاہیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور سب صحابہ کرام کے مراتب کو پہنچ گئے۔ ان میں سے اکثر تو عرب میں ہی مستقل مقیم ہو گئے اور تقریباً ۱۳۵ افراد کچھ عرصے کے بعد شہزادے کے ساتھ دوبارہ ہندوستان لوٹ آئے، البتہ سارے کے سارے اسلام پر جمے رہے۔

یہ صحابی رسول ﷺ (شہزادہ) واپس ہندوستان تشریف لا رہے تھے اور ابھی کیرالا اسٹیٹ کے قریب پہنچے تو انہیں اپنے والد، مہاراجہ کے انتقال کی اطلاع ملی۔ مصلحت کے پیش نظر انہوں نے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ ادھر مہاراجہ کے انتقال کے بعد شہزادے کے آمد کا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا، جیسے ہی شہزادہ کیرالا اسٹیٹ پہنچا، اُن کو روایتی شاہانہ انداز سے باضابطہ "مہاراجہ" بنا دیا گیا۔

حکومت کی باگ دوڑ سنبھالنے کے بعد ان صحابی رسول ﷺ نے اپنی حکومت کو

مستحکم کیا، جب ہر طرف سے اطمینان حاصل ہوا اور حکومت پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تو انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور لوگوں کو بھی اسلام کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور اقدس ﷺ کی رسالت کی دعوت دی، جس پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اس صحابی رسول ﷺ نے کیرالہ میں **"Akrakalam"** کے مقام پر ایک مسجد تعمیر کروائی اور مسجد کا نام اپنے والد کے نام سے منسوب کرتے ہوئے **"Cheraman"** رکھا گیا، اس طرح یہ مسجد برصغیر پاک و ہند کی پہلی مسجد ہے۔ کیرالہ کا علاقہ ساحل سمندر سے منسلک ہے اور ''مالابار'' کہلاتا ہے، یہاں پر اب بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

فـــائـــدہ: میرے ماں باپ قربان میرے آقا، حضور اقدس ﷺ پر، کئی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی عشق مصطفےٰ ﷺ کا یہ واقعہ سیرت کی کتابوں کی زینت بنا ہوا ہے اور دوسری طرف یہ بھی بات قابل ذکر ہے کہ شہزادے کو ہندوستان سے عرب بھیجنے کا ذریعہ اُن کے والد محترم بنے اور انہیں بھی آپ ﷺ کی دُعائیں ملیں، جس کی بدولت انہوں نے بت پرستی ترک کر دی اور بقیہ زندگی عشق مصطفےٰ ﷺ میں گزاری۔

(بحوالہ: کیرالہ میگزین **1948**ء)

اور ...... (تاریخ ازبکستان، مؤلف: سیّد کمال الدین احمد)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ